[1996] سپریم کورٹ رپوٹس 9.S.C.R

ازعدالت عظمی

محترمہ زوبیڈا بیگم وغیرہ

بنام

سید شاہ خرشید احمد ہاشمی اور دیگران وغیرہ

28 نومبر 1996

[کے رامسوامی اور جی ٹی ناناوتی، جسٹس]

مسلم قانون — وقف — کا معنی، مقصد اور جواز — اسلام کے حنفی سنت الجمت کے پیروکار کے ذریعے اجرائی دی گئی دلیل — تکمیل کنندہ دینے والا جائیدادوں میں ملکیت کا مفاد چھوڑ کر خود کو وقف کا متاولی مقرر کرتا ہے — جائیدادوں کو خدا کے سپرد کرنا — یہ شرط کہ تکمیل کنندہ کی موت کے بعد اس کا بھتیجا اسٹیٹ کا متاولی ہوگا — وقف نامہ باضابطہ طور پر سب رجسٹرار کے پاس رجسٹرڈ ہوگا — تکمیل کنندہ کی موت — تکمیل کنندہ کی بیوی دلیل کی منسوخی اور جائیدادوں کے قبضے کے لیے مقدمہ دائر کرے گی۔ — ٹرائل عدالت کے ذریعے جزوی طور پر فیصلہ دیا گیا مقدمہ — عدالت عالیہ کے ذریعے مسترد کیے گئے اپیل دعوی پر — عدالت عظمیٰ کے سامنے اپیل — یہ جان کر کہ وکف نامہ کا عملداری دینے والا وقف نامہ پر عمل درآمد کرنے کے لیے مکمل ذہنی حالت میں تھا، درست قرار دیا گیا — یہ دلیل کہ عملداری دینے والے کے بھتیجے نے عملداری دینے والے پر ناجائز اثر ڈال کر اپنے فائدے کے لیے وکف نامہ پر عمل درآمد کرانے میں زیادہ کردار ادا کیا تھا، مسترد کر دیا گیا — منعقد کیا گیا، اس معاملے کے حالات میں وکف کو قانون کے مطابق تشکیل دیا گیا تھا — منعقد کیا گیا، وکف کو قانون کی وارننگ کی غلطی سے خراب نہیں کیا گیا تھا۔ مداخلت — لیکن شق 6، 7 اور 11 درست نہیں تھیں۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1981: وغیرہ کی دیوانی اپیل نمبر 567۔

1962 کے ایف اے نمبر 399 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 14.3.80 کے فیصلے اور حکم سے۔

حاضر پارٹیوں کے لیے ایس کے ڈھولکیا، ٹی خان، انیل کے چوپڑا، انیس سہراوردی، اعجاز مقبل، ڈاکٹر این اے صدیقی، موہن پانڈے اور ایس کے جین

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

ایس ایل پی (سی) نمبر 1638 / 81 میں دی گئی چھٹی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل الہ آباد عدالت عالیہ کے دونفری بنچ کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے، جو 14 مارچ 1980 کو پہلی اپیل نمبر 399 / 62 اور 28 / 64 میں دی گئی تھی۔ جون پور کے نواب سر محمد یوسف نے 5 اپریل 1956 کو وقف نامہ کو عملداری دی تھی اور 3 مئی 1956 کو ان کا انتقال ہوا۔ اپیل کنندہ زوبیدہ بیگم، اس کی بیوہ نے وقف نامہ کی منسوخی اور جائیدادوں کے قبضے کے لیے اس اعلان کے ساتھ مقدمہ دائر کیا کہ وہ فہرست میں دی گئی جائیدادوں کے چوتھے حصے کی حد تک معاوضے کی حقدار ہے۔ ٹرائل عدالت نے جزوی طور پر مقدمے کا فیصلہ سنایا۔ اپیل پر عدالت عالیہ نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اس طرح، خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

اہم تنازعہ نواب سر محمد یوسف کے بنائے ہوئے وقف نامہ کی صداقت کے حوالے سے ہے جس کا متن درج ذیل ہے :

" میں، نواب محمد یوسف، نواب عبدالماجد صاحب کا بیٹا، پوسٹ آفس صدر جون پور شہر کے محلا عالم کا رہائشی۔

جب کہ میں اسلام کے حنفی سنت الجمت کا پیرو کار ہوں اور جب کہ ہر شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ ایسا انتظام کرے جس کے ذریعے خیرات اور خیرات جاری رہے اور انحصار کرنے والوں کی دیکھ بھال بھی کی جا سکے۔ مذکور جائیدادوں کی قیمت 244679 روپے ہے جو میری خصوصی ملکیت ہے جس کی تفصیل گوشوارہ اے ایس، بی اے، ڈی اے اور ایس اے میں دی گئی ہے۔

عملداری دینے والے کو مرد یا عورت میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے ایک بھتیجا (میری بہن کا بیٹا) سید شاہ محمد ہاشمی، بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی، وکیل، الہ آباد ملا ہے جو علوی نذیر شاہ ہاشمی کا بیٹا ہے۔ وہ فطری طور پر بہت امید افزا، قابل اور نیک ہے۔ میں نے اس کی پرورش اس طرح کی جیسے وہ میرا اپنا بیٹا ہو۔

میری نیک خواہش یہ ہے کہ (1) سید شاہ محمد ہاشمی کے ساتھ ساتھ (2) میری بیوی کی اولاد اور (3) دیگر غریب بے سہارا لوگ اس وقف سے مستفید ہوں۔ لہذا، اپنے مکمل حواس اور دانشمندی کی حالت میں اور اپنی آزاد مرضی سے کسی کی طرف سے کسی جبر یا ناجائز اثر و رسوخ کے بغیر اس دستاویز کے فائدے اور نقصانات پر غور کرنے کے بعد، میں 1913 کے ایکٹ 6 کے مطابق جائیدادوں کا ایک وقف تشکیل دیتا ہوں۔ میں نے جائیدادوں پر اپنی ملکیت چھوڑ دی ہے اور اس دن کے بعد سے انہیں وقف کے متوالی کے طور پر دوبارہ لے لیا ہے۔ میرا جائیدادوں میں کوئی ملکیتی مفاد باقی نہیں بچا ہے اور جائیداد کا ہر حصہ اوپر بیان کردہ افراد کے فائدے کے لیے خدا کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ یہ جائیدادیں آنے والے وقت کے لیے وقف کی ملکیت بن چکی ہیں۔ یہ دستاویز ہر ایک کے لیے واجب ہوگی اور اس کے بعد جائیداد کا نام " وقف یوسفیہ " رکھا جائے گا۔

اور وقف اسٹیٹ کے خلاف تمام کارروائیاں " وقف یوسفیہ " کے نام سے کی جائیں گی۔ میں تولیہت کا سلسلہ اس طرح طے کرتا ہوں :

(1) کہ اپنی زندگی تک، میں، عملداری دینے والا، وقف جائیدادوں کا متوالی رہوں گا اور مت والی بننے کی صلاحیت میں جائیدادوں کے حوالے سے تمام کارروائیاں انجام دوں گا اور لے گا۔ کسی کو بھی میرے اعمال پر سوال کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ عملداری کو وقف کی جائیدادوں پر حق حاصل ہوگا، چاہے وہ لگائے گئے درخت ہوں، باغات ہوں، باغات کی کاشت ہو اور آم کے درخت والے پھگوں کے

باغات ہوں۔ اگر اور جب بھی وقف کی جائیدادوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہو تو مجھے وقف کے فائدے کے لیے فروخت، لیز یا رہن کا حق حاصل ہوگا۔ مجھے زمیندار کے خاتمے پر وقف کے متوالی کے طور پر معاوضہ حاصل کرنے کا بھی حق حاصل ہوگا۔ یہ حقوق اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک میں زندہ ہوں اور جب میں نہیں رہوں گا تو اس کے بعد آنے والے متولی کو بھی اس وقف دستاویز کے مطابق وہی حقوق حاصل ہوں گے۔

(2) کہ عملداری دینے والے سید شاہ احمد ہاشمی کی زندگی کے بعد اس اسٹیٹ کا متوالی ہوگا۔ اور سید شاہ احمد ہاشمی کے بعد، ان کے سب سے بڑے بیٹے اور ان کے بعد ان کے سب سے بڑے بیٹے کے بعد، نسل در نسل وقف اسٹیٹ کے متوالی کے طور پر مستقل طور پر جاری رہیں گے۔

(3) اگر اتفاق سے سید شاہ احمد ہاشمی کا سب سے بڑا بیٹا زندہ نہ رہا اور بغیر کسی دشواری کے فوت ہو گیا تو اس ہنگامی صورت حال میں تولیت سید شاہ احمد ہاشمی کے دوسرے بیٹے کی شاخ میں چلی جائے گی اور اس وقت تک متوالیشپ مستقل طور پر جاری رہے گی۔

(4) یہ ضروری ہے کہ اس وقف کا متوالی صرف ایسا شخص ہو جو نیک، دیانت دار، قابل اور جائیدادوں کا انتظام کرنے کے قابل ہو۔ اسے مسلم قانون کے حنفی اصولوں پر بھی عمل کرنا چاہیے۔ اگر سید شاہ احمد ہاشمی کی مرکزی نسل معدوم ہو جاتی ہے تو متولیشپ سید شاہ احمد ہاشمی کی خواتین کی نسل میں چلی جائے گی۔

(6) اگر مولوی حیدر حسین جو عملداری دینے والے کا دادا ہے، کا نسب بھی ختم ہو جاتا ہے اور اس کی اولاد میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے، تو جون پور کے تمام مسلمان باشندے ایک ایسے مسلمان کو منتخب کرنے کے حقدار ہوں گے جو ایماندار، نیک اور سنی حنفی فرقے سے تعلق رکھتا ہو تا کہ عدالت کے بذریعے متولی مقرر کیا جا سکے، ایسے شخص کو اس دستاویز میں دی گئی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔

(7) کہ ہر وہ شخص جو متولی ہے اپنے جانشین کو نامزد کرنے کا حقدار ہوگا۔

(8) عملداری دینے والا جائیداد کا فائدہ اور آمدنی اس وقت تک استعمال کرے گا جب تک کہ وہ زندہ رہے اپنے لیے اور میری بیوی محترمہ زبدہ خاتون کی ضروریات کے ساتھ ساتھ سید شاہ احمد ہاشمی کے فائدے کے لیے۔

(9) کہ عملداری دینے والے کی موت پر، حکومتی مطالبات، محصول، ٹیکس، مکانات کی مرمت اور دیگر ضروری اخراجات بشمول قانونی چارہ جوئی کے اخراجات وغیرہ پر 200 روپے کی رقم میری بیوی زوبیدہ خاتون کو اس کی زندگی بھر ادا کی جائے گی اور بقیہ رقم شاہ احمد ہاشمی کے قانونی وارثوں میں تقسیم کی جائے گی۔

(10) کہ میری بیوی کی موت پر جو رقم واجب ہے وہ سید شاہ احمد ہاشمی کے وارثوں کو ادا کی جائے گی۔

(11) کہ اگر سید شاہ احمد ہاشمی کی تمام اولاد معدوم ہو جائیں تو وقف کی جائیدادوں سے حاصل ہونے والی آمدنی میرے دادا علوی حیدر حسین کی اولاد میں حنفی اسکول کے مطابق متناسب تقسیم کی جائے گی۔

(12) جب مذکورہ بالا افراد کے تمام طبقے ختم ہو جائیں گے تو پوری آمدنی غریب بھکاریوں اور بے سہارا مسلمانوں کو دی جائے گی۔ یہ بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے فائدے کے لیے قرآن پاک اور نیک اعمال پر بھی خرچ کیا جائے گا۔

اس لیے میں نے آج کے دن وقف نامہ پر عمل کیا ہے تا کہ موقع آنے پر اس کا حوالہ دیا جا سکے۔

5 اپریل، 1956"۔

اپیل گزار کی طرف سے پیش فاضل وکیل شری ڈھولکیا کا کہنا ہے کہ وکف نامہ کا پڑھنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ وکف نامہ نہیں ہے بلکہ اسے سید شاہ احمد ہاشمی (مختصر طور پر ہاشمی) کو فائدہ پہنچانے کے لیے انجام دیا گیا تھا جس نے نواب پر ناجائز اثر ڈال کر اپنے فائدے کے لیے وکف نامہ کو عملداری دینے میں بڑا کردار ادا کیا تھا۔ لہذا، وکف نامہ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 16 کی وجہ سے قانون کے تحت کالعدم ہے۔ انہوں نے نواب محمد یوسف کی ذہنی اور جسمانی حالت کے حوالے سے ٹرائل عدالت کی طرف سے زیر بحث ثبوت ہمیں پڑھ کر سنائے اور دعوی کیا کہ عدالت عالیہ نے اس ثبوت پر غور نہیں کیا، خاص طور پر پی ڈبلیو– 11 کے طبی ثبوت اور مدعا علیہ کی جانب سے معائنے والے ڈاکٹر پر۔ لہذا، یہ متعلقہ شواہد کو خارج کرنے کے مترادف ہے جسے ٹرائل عدالت نے اپیلٹ عدالت کے ذریعے درج کردہ نتائج کو خراب کرتے ہوئے غور میں لیا تھا۔ ہمیں دلیل میں کوئی طاقت نہیں ملتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اپیلٹ عدالت نے شواہد پر تفصیلی غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ نواب محمد یوسف وکف نامہ پر عمل درآمد کے لیے ذہنی طور پر فٹ تھے۔ وہ قانون میں بیرسٹر اور ایم ایل اے تھے۔ عدالت عالیہ کی طرف سے درج کردہ نتیجہ مندرجہ ذیل ہے :

"فوری معاملے میں نواب کی جسمانی اور ذہنی حالت کے حوالے سے شکایت میں لگائے گئے مختلف دیگر الزامات کے ساتھ پیراگراف 9 کا جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ مدعی کے مطابق، جب کہا جاتا ہے کہ وقف دستاویز پر عمل درآمد کیا گیا تھا، اس وقت خرم احمد ہاشمی کے علاوہ کوئی رشتہ دار نواب کے قریب موجود نہیں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شکایت میں غیر مناسب اثر ورسوخ کی نوعیت ظاہر کی گئی تھی کہ سید خرم احمد ہاشمی مخلصانہ تعلقات میں کھڑے تھے اور نواب کی مرضی پر حاوی ہونے کی پوزیشن میں تھے جس کی ذہنی صلاحیت خراب ہو چکی تھی۔ اس نے اس عہدے کو وقف نامہ حاصل کرنے میں استعمال کیا اور اس طرح نواب کی ملکیت کے سلسلے میں پورا فائدہ اپنے لیے حاصل کیا۔ لہذا ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا درج ذیل کو قائم کرنے کے لیے ریکارڈ پر کوئی قابل اعتماد ثبوت موجود ہے :

.1۔ یہ کہ نواب ذہنی طور پر کمزور تھا اور اس کی ذہنی صلاحیت عمر کی بیماری یا ذہنی یا جسمانی تکلیف کی وجہ سے عارضی یا مستقل طور پر متاثر ہوئی تھی۔

.2 کہ سید خرم احمد ہاشمی نواب کے ساتھ مخلصانہ تعلقات میں تھے۔

.3 یہ کہ خرم احمد ہاشمی نے وقف نامہ حاصل کرنے میں اپنے عہدے یا رشتے کا استعمال کیا۔

لہذا، جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے، ہم نے اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ آیا سوال میں موجود وقف دستاویز کو نواب نے انجام دیا تھا، نشاندہی کی کہ اگرچہ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ وقف دستاویز کی تعلیم کے وقت نواب کی طبیعت خراب تھی، لیکن ریکارڈ پر ایسا کچھ نہیں تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس کی ذہنی حالت اس حد تک خراب ہو گئی تھی کہ وہ اپنے عمل کے نتائج کو سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس بات پر زور دینے کے علاوہ کہ طویل بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے نواب کی ذہنی صلاحیت میں خلل پڑا ہوگا، مدعی کے قابل وکیل ثبوت میں ظاہر ہونے والے کسی بھی حالات کو ہمارے نوٹس میں نہیں لا سکے، جو اس نتیجے کا جواز پیش کر سکے کہ نواب کی ذہنی صلاحیت میں خلل پڑا تھا۔ یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خرم احمد ہاشمی نواب کی مرضی پر حاوی ہونے کی پوزیشن میں تھا، یہ بھی محض اس حقیقت سے اخذ کیا جاتا ہے کہ وقف کے عمل کے وقت نواب کی صحت کمزور تھی اور وہ مکمل طور پر اندھا تھا۔ ہماری رائے میں، یہ حقیقت خود اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی کہ خرم احمد ہاشمی نواب کی مرضی پر غلبہ حاصل کرنے کی پوزیشن میں تھا۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ نواب تقریبا 3 سال سے عملی طور پر اندھا تھا اور زیادہ تر اس کے خاندان کے افراد اس سے دور رہے تھے۔ یہ تجویز نہیں کیا جاتا کہ اس عرصے کے دوران نواب پر کسی کا غلبہ تھا اور وہ اپنی مرضی سے کام نہیں کر رہا تھا۔ سید خرم احمد ہاشمی کی جانب سے پیش کیے گئے شواہد سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ بعض وجوہات کی بنا پر خرم احمد ہاشمی کے جون پور میں نواب کے ساتھ رہنے سے پہلے ہی نواب چاہتا تھا کہ وہ جون پور آئے اور اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کرے اور وہ اپنے فائدے کے لیے اپنی جائیداد کو آباد کرنا چاہتا تھا۔ اس کے مطابق صرف اس وجہ سے کہ نواب کی صحت کمزور تھی اور اس کے رشتہ داروں میں سے صرف خرم احمد ہاشمی وقف دستاویز پر عمل درآمد کے وقت جون پور میں موجود تھے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نواب نے خرم احمد ہاشمی کے کسی ناجائز اثر ورسوخ کی وجہ سے وقف دستاویز پر عمل درآمد کیا۔

وقف دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ نواب نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ اس کی بیوی محترمہ. زوبیدہ بیگم کو اپنی ساری زندگی اپنی دیکھ بھال کے لیے ماہانہ 200 روپے ملتے تھے، اس کے مطابق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نواب نے اپنی بیوی کی دیکھ بھال نہیں کی۔ محترمہ زوبیدہ بیگم کے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ نواب کی حیثیت پر غور کیا جائے۔ محترمہ زبدہ بیگم ممکنہ طور پر اپنے دونوں سروں کو ماہانہ 200 روپے کی معمولی رقم میں پورا نہیں کر سکتیں تھیں اور اس کی دیکھ بھال کے لیے وقف دستاویز میں کوئی التزام نہیں کیا گیا تھا۔

نتیجے میں، ہم دیکھتے ہیں کہ اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے کہ زیر بحث وقف نامہ سید خرم احمد ہاشمی نے نواب پر اثر و اثر ورسوخ کے تابع حاصل کیا تھا اور یہ کہ وہ اس لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ مقدمے کی سماعت کرنے والی عدالت کی طرف سے اس کے برعکس درج کردہ نتیجہ اسی کے مطابق خارج کر دیا جاتا ہے۔"

یہ دیکھا گیا ہے کہ وکف نامہ کو سب رجسٹرار کے ذریعے پھانسی دی گئی اور باضابطہ طور پر درج کیا گیا جس سے اس معاملے میں بھی تفتیش کی گئی تھی۔ سب رجسٹرار سے سخت جرح کی گئی ہے اور عدالت عالیہ نے اس کے ثبوت کو قبول کر لیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ٹرائل عدالت نے مدعا علیہ کے ثبوت پر یقین نہ کرنے کی متنوع وجوہات دی ہیں اور اپیل کنندہ کا مقدمہ قبول کر لیا ہے۔ عدالت عالیہ نے بھی حتمی عدالت ہونے کے ناطے شواہد کو سراہا تھا اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ نواب محمد یوسف مکمل ذہنی حالت میں تھے حالانکہ وہ وکف نامہ پر عمل درآمد

کرنے میں کمزور تھے۔

اس کے بعد یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وکف نامہ قانون کے مطابق نہیں تھا اور اس لیے یہ قانون میں درست نہیں ہے۔ ہمیں دلیل میں کوئی طاقت نہیں ملتی ہے۔ اس عدالت سابق چیف جسٹس ایم ہدایت اللہ کے لکھے ہوئے ملا کے محمد قانون کے اصول (توثیق 18) میں پیراگراف 173 میں وقف کی تعریف کا ذکر کیا گیا ہے۔ وقف کا مطلب ہے "کسی شخص کی طرف سے کسی بھی ملکیت کو کسی بھی مقصد کے لیے مستقل طور پر وقف کرنا جسے مسلم قانون مذہبی، پاک یا خیراتی تسلیم کرتا ہے۔" لگن مستقل ہونی چاہیے اور وقف کا موضوع کوئی بھی ملکیت ہوسکتا ہے۔ لہذا، ایک درست وکف نہ صرف غیر منقولہ جائیداد کا بنایا جا سکتا ہے، بلکہ متحرک جائیداد کا بھی بنایا جا سکتا ہے، جیسے مشترکہ اسٹاک کمپنیوں کے حصص، سرکاری وعدے کے نوٹ، اور یہاں تک کہ پیسہ۔ پیراگراف 176 میں کہا گیا ہے کہ تخلیق کی تاریخ پر وقف کا مالک ہونا ضروری ہے۔ یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ نواب محمد یوسف جائیداد کے مالک تھے۔ وکف کا مقصد پیراگراف 178 میں بیان کیا گیا ہے، یعنی مذہبی، پاک یا خیراتی۔ آباد کار کے خاندان، بچوں اور اولاد کے حق میں وکف بھی بنایا جا سکتا ہے۔ پیراگراف 202 میں یہ تصور کیا گیا ہے کہ محمد کے قانون کے تحت، وقف کے لمحے کو تخلیق کیا جاتا ہے، جائیداد کے تمام حقوق واقیف سے نکلتے ہیں اور اللہ میں بنیان بن جاتے ہیں۔ متاولی کا وکف سے تعلق رکھنے والی جائیداد پر کوئی حق نہیں ہے۔ جائیداد اس کے پاس نہیں ہے، اور وہ تکنیکی لحاظ سے ٹرسٹی نہیں ہے۔ وہ محض ایک سپرنٹنڈنٹ یا مینیجر ہوتا ہے۔ پیراگراف 203 میں کہا گیا ہے کہ ذیلی دفعہ (2) توضیعات کے تابع، وکف کا بانی خود کو، یا اپنے بچوں اور اولادوں یا کسی دوسرے شخص، یہاں تک کہ کسی خاتون یا غیر محمد کو بھی وکف کی جائیداد کا متوالی مقرر کرسکتا ہے۔ وقف کا پڑھنا واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس نے ایک وقف تخلیق کیا تھا۔ وہ اسلام کے حنیف سنت الجمت کا پیروکار ہے۔ وہ وکف نامہ میں مذکور جائیدادوں کا مالک ہے۔ اس نے وقف کا نام وقف یوسفیا رکھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جائیداد اس میں مذکور افراد کے فائدے کے لیے خدا کے پاس ہے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا: "مجھے وقف کے فائدے کے لیے بیچنے، پٹہ پر دینے یا رہن رکھنے کا حق حاصل ہوگا، مجھے زمیندار کے خاتمے پر بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ وقف کے متوالی کے طور پر معاوضہ حاصل کر سکے۔" اس طرح، یہ واضح ہے کہ اس نے مذہبی فائدے کے لیے وکف کو عملداری صدی اور اس کے بعد وہ جائیداد جو خدا کے پاس تھی اور اس نے اپنا کردار صرف متاولی کے طور پر سنبھالا۔ اس نے پہلے مدعا علیہ کو متوالی وغیرہ کے جانشین کے طور پر نامزد کیا۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ نواب محمد یوسف کا بنایا ہوا وقف قانون کے مطابق بنایا گیا ایک درست وقف ہے۔ صرف شق 6، 7 اور 11 قانون میں درست نہیں ہیں۔ اس کے مطابق وہ خارج ہیں۔ جہاں تک نواب کی ذہنی اور جسمانی حالت کا تعلق ہے، یہ ایک سوالیہ حقیقت ہے۔ عدالت عالیہ نے یکساں طور پر پورے شواہد کا جائزہ لیا ہے اور نتیجہ ریکارڈ کیا ہے، جیسا کہ پہلے اخذ کیا گیا تھا۔ ان حالات میں، وکف مداخلت کی ضمانت دینے والے قانون کی کسی بھی غلطی سے خراب نہیں ہوتا ہے۔

اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔ نتیجتاً، مدعا علیہ کی طرف سے دائر کی گئی دوسری اپیل، یعنی سی اے ایس ایل پی (سی) نمبر 1638 / 81 بھی مسترد ہو جاتی ہے۔ کوئی اخراجات نہیں۔ تمام عبوری درخواستیں مسترد کر دی جاتی ہیں۔

ٹی۔این۔اے

اپیل مسترد کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document